مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۹۱ء......۱۹۴۲ء)

سید محمد کفیل بخاری

چودھری افضل حق ضلع ہوشیار پور کے قصبہ گڑھ شنکر میں ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امرتسر میں حاصل کی۔ ۱۹۱۰ء میں میٹرک اور ۱۹۱۲ء میں ایف اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۱۳ء میں دیال سنگھ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔ بڑے بھائی کی اچانک وفات اور اپنی صحت کی خرابی کے باعث تعلیم ترک کرنا پڑی۔ ۱۹۱۷ء میں بطور انسپکٹر محکمہ پولیس میں بھرتی ہوگئے۔ تحریک خلافت ۱۹۲۱ء اپنے شباب پر تھی اور لدھیانہ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر تھی۔ افضل حق محکمہ کی طرف سے تقریر کے نوٹ لینے پر مامور ہوئے۔ شاہ جی نے دورانِ تقریر اچانک افضل حق کی طرف دیکھا اور مخاطب کر کے گرجدار لہجہ میں کہا:

> ''جب میں ایسے مسلمان نوجوانوں کو فرنگی کی وردی میں دیکھتا ہوں تو میرا خون کھول اٹھتا ہے یہ نوجوان میرا ساتھ دیں تو فرنگی اقتدار خاک میں ملا دوں۔''

یہ سنتے ہی افضل حق نے ملازمت سے مستعفی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ چند ہی روز بعد استعفیٰ دے کر تحریک خلافت میں سرگرم ہوگئے۔ تحریکِ ترکِ موالات کے سلسلے میں پہلی بار ۱۴فروری ۱۹۲۲ء کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیے گئے۔ ۱۹۲۴ء میں پنجاب لجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے اور بارہ برس تک سیاسی وملّی اور قومی خدمات انجام دیتے رہے۔ کچھ عرصہ کانگریس ورکنگ کمیٹی کے رکن بھی رہے۔ ۱۹۲۹ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا داؤد غزنویؒ، شیخ حسام الدینؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، غازی عبدالرحمٰنؒ اور دیگر رفقاء سے مل کر مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی۔ آزادیٔ وطن کے لیے درجن سے زائد تحریکوں کو پروان چڑھایا اور تادمِ آخر احرار سے منسلک رہے۔ فوجی بھرتی بائیکاٹ تحریک ۱۹۳۹ء میں گرفتار کر کے راولپنڈی جیل میں نظر بند کر دیے گئے۔ جہاں جرم حریت پسندی کی پاداش میں حکومت کے ایماء پر آپ کو سیندور کھلا دیا گیا۔ گلا متاثر ہوا اور آواز ہمیشہ کے لیے بیٹھ گئی۔ کھڑی بیڑی لگائی گئی نتیجتاً دایاں بازو مفلوج ہوگیا۔ رہا ہوئے مگر صحت مند نہ ہو سکے۔ بائیں ہاتھ سے لکھنا سیکھا اور تازیست اسی سے لکھتے رہے۔

۱۴ کے قریب کتابیں لکھیں۔ جن میں ''زندگی'' ان کا شاہپارہ ہے۔ جس میں سیرِ افلاک کے ذریعے مکافاتِ عمل کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سیرتِ طیبہ کے موضوع پر ''محبوبِ خدا'' بھی اہم ہے جس میں ان کا قلم اسلوب کی چاشنی کے اوج پر نظر آتا ہے۔ آپ بیتی ''میرا افسانہ'' شائع ہو چکی ہے دیگر کتابوں میں ''پاکستان اور اچھوت''، ''فتنۂ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں'' (سیاسیات)، ''دنیا میں دوزخ'' (جیل خانہ کی روداد)، ''تاریخِ احرار''، ''آزادیٔ ہند'' (داستان) ''جواہرات'' (افسانوں کا مجموعہ)، شعور (اصلاحی تمثیل)، ''معشوقۂ پنجاب'' (داستان) اور ''دیہاتی رومان'' (ناولٹ) وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

وہ ایک صاحبِ طرز ادیب، عظیم مفکر و مصلح اور بلند کردار سیاست دان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں زبان وقلم پر بے پناہ

قدرت عطا کی تھی۔ وہ ایک دردمند دل رکھنے والے انسان تھے۔ قوم کے اخلاقی، سیاسی اور فکری شعور کی بیداری کے لیے انھوں نے زبان وقلم دونوں کو استعمال کیا۔ اللہ کی عبادت، رسول کی اطاعت اور مخلوقِ خدا کی بلا امتیاز خدمت ان کی زندگی کا نصب العین رہا۔ اپنی اصابتِ رائے اور شعور کی بالیدگی کی بنیاد پر وہ بجا طور پر احرار کا دماغ کہلاتے تھے۔ احرار نے کئی موقعوں پر صرف اُن کی بصیرت پر اعتماد کرتے ہوئے قومی اور بین الاقوامی معاملات میں اپنی پالیسی کو ترتیب دیا۔

ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی اس حدیث کا مصداق تھی کہ ''خیر الناس من ینفع الناس'' (بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے) طبقاتی کشمکش، دولت کی غیر مساوی تقسیم، سماج کی معاشی ناہمواری، رنگ و نسل کے امتیازات، ارتکازِ زر، سرمایہ پرستی اور اسراف، سستی اور کسل مندی سے نفرت، صفائی کی اہمیت اور تمباکو نوشی سے اجتناب ان کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ وہ اپنی تحریروں کے ذریعے ظلم اور استحصال کے شکار انسانوں میں اپنے غصب شدہ حقوق کے حصول کے لیے جرأت اور جذبہ بیدار کر کے انھیں شعور و آگہی سے ہم کنار کرنا چاہتے ہیں۔

سرمایہ پرستی اور زیردستوں پر ظلم کے خلاف ان کی جارحانہ تحریروں کی بنیاد پر بعض دین داروں اور بعض دین بیزار نام نہاد ترقی پسندوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ افضل حق ''اشتراکی'' تھے۔ حالانکہ یہ محض ذہنی اپج اور کج فہمی ہے۔ افضل حق توحید پرست مسلمان مجاہد تھے اور ان کی تحریریں، خود ان کے افکار و نظریات پر شاہدِ عدل ہیں۔ اس الزام کی حقیقت سمجھنے کے لیے ''خطباتِ احرار'' میں آل انڈیا احرار کانفرنس پشاور اپریل ۱۹۳۹ء میں چودھری صاحب کے خطبہ صدارت کے درج ذیل اقتباسات کافی وشافی ہیں۔

> ''احرار جو ساقی کوثر کے نورانی ہاتھوں سے جامِ اسلام پی چکے ہیں۔ پہلے ہی سے اخوت و مساوات کے نشے سے سرشار ہیں۔ ہم کارل مارکس کی اقتصادی تھیوری کو اسلام کی پوری تعلیم کی ادھوری تاویل سمجھتے ہیں...... مسلمان سچے طور پر مساوات کا علمبردار ہے۔ سوشل ازم کو ابھی اسلام سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔'' (''خطباتِ احرار''، ص ۳۰، ۳۱)

> ''سوشلسٹ کائنات کو اتفاقی حادثہ اور خدا کو کمزور طبیعت انسانوں کے وہم کی تخلیق قرار دیتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا ہمارے وہم کی تخلیق نہیں بلکہ اس کے سوا سب کچھ وہم ہے۔ وہی تو رحم کا تقاضا بن کر انسان کو غریب کی ہمدردی کے لیے بے چین کر دیتا ہے۔ ایسے خدا کے خلاف صف آراء ہونے کی بجائے اس کی توفیق حاصل کر کے ہم ان قوتوں کے خلاف پنجہ آزما ہونا چاہتے ہیں جو غریب اور کمزور کو دبا کر رکھنا چاہتے ہیں۔'' (ایضاً، ص ۲۷، ۲۸)

مفکرِ احرار چودھری افضل حق نے ساری زندگی فقرِ غیور کی آن بان کے ساتھ گزاری۔ قانون ساز اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے ملنے والا اعزازیہ کئی غریب احرار کارکنوں کے لیے گھر چلانے کا ذریعہ تھا۔ بذاتِ خود کئی دفعہ فاقے کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق شاملِ حال رہی۔ ایسی نوبت بھی آئی کہ عید کے دن بھی اہلِ خانہ کے کھانے کے لیے نانِ جویں تک میسر نہ ہو سکے۔ ۸/ جنوری ۱۹۴۲ء کو دفتر مجلس احرار اسلام۔ لاہور میں موت کو لبیک کہا اور افقِ حریت کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور قبرستان میانی صاحب میں آسودۂ خاک ہوئے۔ وہ زندہ تھے تو اقبال، ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر، عطاء اللہ شاہ بخاری، ظفر علی خان، نہرو اور گاندھی ایسے بڑوں کا خراجِ تحسین انھیں میسر رہا اور چل بسے تو ان کی اپنی ہی قوم کے چھوٹوں نے اپنے تئیں ادب و دانش اور تاریخ و تذکرہ کی نمائش گاہوں میں ان کا داخلہ بند کر دیا۔